حافظ محمد ابراہیم فانی ۔ مدرس دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

حضرت مولانا میاں حکمت شاہ صاحب کاکاخیل رحمہ اللہ

۲

گھر پر تدریس دستار بندی ہونے کے بعد احقر کے پاس کافی دنوں تک اسباق پڑھنے کے لئے چند طلبہ رہے ۔ کوئی نورانی قاعدہ پڑھتا رہا ۔ کوئی اصول شاشی اور کسی کو قطبی و میر قطبی پڑھاتا رہا ۔

جستجوئے تدریس فراغت کے بعد حالت افلاس سے تنگ آکر ایسی تدریس کی تلاش پر مجبور ہوا کہ جس میں کفاف یعنی قوت لایموت کی صورت بھی ہو جائے ۔ بالآخر مدرسہ نصرۃ الاسلام کے سابق مہتمم حاجی میاں عارف گل صاحب نے مدرسہ ہذا میں تدریس کے لئے حکم دیا ۔ ایسی نازک حالت میں گھر پر تدریس ملنا یہ خدا کا بڑا احسان اور فضلِ عظیم تھا ۔ کچھ مدت تک یہ سلسلہ جاری رہا ۔ بعد ازیں مدرسہ تعلیم القرآن (چکنی) کے سیکرٹری صاحب نے بندہ کو پندرہ روپے ماہوار مشاہرہ پر زیارت سے چکنی بلایا ۔ اس وقت پندرہ روپیہ ایک معقول مشاہرہ ہوا کرتا تھا ۔ چنانچہ میں ان کی دعوت قبول کر کے چکنی پہنچا اور وہاں مدرسہ تعلیم القرآن میں جو مسجد میاں عمر صاحب میں واقع تھا ، درس نظامی کی ابتدائی اور درمیانی کتابیں پڑھانا شروع کیں ۔

مولانا مدنی صاحبؒ و مفتی کفایت اللہ صاحب کا دورہ پشاور ان دنوں حکومت سرحد نے اتفاق کے سلسلے میں مولانا سید حسین احمد صاحب مہاجر مدنی اور مولانا کفایت اللہ صاحب مفتی ہند کو پشاور تشریف لانے کی دعوت دے کر اہل سرحد کو ان کی ملاقات سے سرفراز ہونے کا موقع دیا ۔ چنانچہ ان حضرات کے تشریف لانے پر دور دراز جگہوں سے متعلقین و محبین حاضر خدمت ہوئے ، احقر بھی زیارت و ملاقات کے لئے جا پہنچا ۔ آپ حضرت مولانا سید محمد ایوب صاحب پشاوری کے پاس ٹھہرے ہوئے تھے ۔ ۲۴ گھنٹے وہاں قیام رہا ۔ اس دوران میں بھی اُن کے ساتھ رہا ۔ جب رخصت ہونے کا وقت آیا تو حضرت مولانا نے عربی شعر فرمایا ۔

سرکاری ملازمت کی تلاش مدرسہ تعلیم القرآن کے بعض ممبران کے ساتھ اختلافات کی بناء پر میں مدرسہ سے الگ ہوگیا اور کسی دوسری جگہ ملازمت کی تلاش کرنے لگا چنانچہ میاں جعفرشاہ صاحب ممبر کونسل کی سفارش سے لوئر مڈل سکول کوٹلی میں تقرری ہوئی۔ یہاں آکر چند روز میں میری صحت خراب ہوگئی۔ چنانچہ یہاں سے تبدیلی کی خواہش پیدا ہوئی۔ خدا کے فضل وکرم سے کچھ روز بعد حکم آیا کہ تم یہاں سے جاکر مدرسہ اضاخیل بالا میں چارج لے کر کام کرو۔ چنانچہ ۶ جون ۱۹۲۹ء کو وہاں جاکر چارج لیا۔

نوشہرہ ہائی سکول اضاخیل بالا کے پرائمری مدرسہ میں چار ماہ گذارے، جس کے بعد میاں احمد شاہ صاحب کاکاخیل نے اسلامیہ ہائی سکول نوشہرہ میں عربی ٹیچری کے لئے بلالیا۔ چنانچہ احقر نے ۱۰ شعبان ۱۳۵۸ھ میں نوشہرہ ہائی سکول میں آکر کام شروع کیا۔

بعد فراغت سفر دیوبند ایک یا ڈیڑھ سال تک ہر قسم کی سوسائٹی میں بیٹھتا رہا اچانک خدا تے فضل کیا کہ جب دوسرے سال کی تعطیلات موسم گرما ہوئیں تو احقر گھر آیا۔ وہاں ایک روز مولانا بیاس گل صاحب سے ملاقات نصیب ہوئی انہوں نے اکابر دیوبند کے قصے بیان کیے، اُن کا احقر پر یہ اثر ہوا کہ فوراً دیوبند جانے کا شوق پیدا ہوا اور دل میں ٹھان لیا کہ اس سال تعطیلات دیوبند میں گذارنی ہیں اور مولانا مدنی کی خدمت میں حاضر ہونا چاہیئے۔ چنانچہ اسی روز شام کو روانہ ہوا اور دوسرے روز دیوبند پہنچا۔ حضرت مولانا مدنی صاحب مدظلہٗ اور مولانا نافع صاحب اور دیگر اساتذہ کی زیارت ہوگئی۔ ایک ہفتہ کے لئے دہلی بھی چلا گیا، وہاں ہفتہ گذار کر واپس دیوبند آیا۔

بیعت ثانیہ دیوبند کو اس دفعہ آنے کا مقصد یہ تھا کہ حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی سے بیعت ہو کر اصلاح نفس کا انتظام کیا جائے۔ چند یوم بعد اُن کی خدمت درخواست بیعت کی جرأت کی۔ انہوں نے تین بار استخارہ کرنے کا حکم فرمایا۔ چنانچہ میں نے تین بار استخارہ کیا اور اُن کی خدمت میں حاضر ہو کر یہی خیال ظاہر کیا تو انہوں نے مغرب کی نماز کے بعد دو اور ساتھیوں سمیت بٹھا کر بیعت فرمائی۔ یہ سولہ رجب ۱۳۶۰ھ کی بات ہے، انہوں نے والدین اور خویش اقارب کی خدمت کرنے کے متعلق نصیحت فرمائی تسبیحات سنہ، روزانہ دو دفعہ صبح و مغرب سو سو بار پڑھنے اور ایک گھنٹہ روز پاس انفاس کرنے کا حکم فرمایا۔ اس کے بعد دیوبند میں بیس (۲۰) روز قیام کر کے وطن چلا آیا۔ اس بیعت کی برکت سے روز بروز خدا کے فضل سے حالت

درست ہونے لگے۔

مڈل سکول زیارت میں تبدیلی

نظام پور کی آب و ہوا اور دیگر ماحول ٹھیک نہ ہونے کی وجہ سے اور وہاں ہر وقت بیمار رہنے کی وجہ سے احقر نے تبدیلی کی کوشش کی چنانچہ میرا تبادلہ زیارت کاکا صاحب کے مڈل سکول میں ہوگیا۔

مولانا ظہور احمد صاحب مرحوم کی آمد

جن دنوں میں احقر زیارت کاکا صاحبؒ کے سرکاری سکول میں پڑھاتا تھا ان دنوں جناب مولانا ظہور احمد صاحب بگوی۔ مولوی سیاح الدین صاحب جو ان کے مدرسے میں پڑھایا کرتے تھے۔ ان کی ملاقات کے لئے زیارت کاکا صاحبؒ میں تشریف لائے تھے ان کے ملنے کے لئے زیارت کے لوگ مولانا سیاح الدین کے مکان پر جمع ہوئے۔ لوگوں نے مولانا ظہور احمد صاحب کی خدمت میں درخواست کی کہ آپ رات کو مسجد کلاں میں تقریر فرمادیں تاکہ آپ کے ارشادات سے ہم لوگ مستفیذ ہو جائیں۔ مولانا مرحوم نے ان کی درخواست خوشی سے منظور کی۔ رات کو مسجد کلاں میں تقریر کا اعلان ہوگیا۔ بعد نماز عشاء جب لوگوں کا اجتماع ہوا تو آپ نے حفاظت قرآن و اسلام کے موضوع پر بیان کیا۔ بیان کے بعد صبح حضرت مولانا محمد عبدالخالق نافع صاحب نے چونکہ ان کو اپنے مکان فیض نشان پر چائے وغیرہ کے لئے مدعو فرمایا تھا۔ اس لئے صبح ان کے پاس تشریف لے گئے۔ اس کے بعد تقریباً ۹ بجے کے وقت آپ زیارت سے روانہ ہوئے تو آپ نے میری ایک درخواست (جو تدریس علوم عربی کے بارے میں احقر نے ان کو پیش کی تھی)، کے جواب میں یہ فقرہ فرمایا کہ تم کو ایسی جگہ ملازمت منظور ہے، جہاں بولنا نہ پڑے۔ میں نے کہا نہیں حضرت ایسے مدرسے میں جہاں مجھے تقریر کرنا نہ پڑے۔ اس پر وہ ہنس کر روانہ ہوگئے۔

تدریس علوم عربی کی تلاش اور سفر بھیرہ (پنجاب)

تعطیلات موسم گرما گذر رہی تھیں۔ عیدالفطر کا دوسرا دن تھا کہ حضرت مولانا ظہور احمد صاحب مرحوم کی طرف سے مولانا سیاح الدین صاحب کے پاس خط آیا۔ اس میں لکھا تھا کہ مولوی حکمت شاہ کو جلد از جلد بھیجدو کہ اس کے لئے عربی مدارس میں کہیں کوشش کی جائے۔ جب مولانا سیاح الدین صاحب نے یہ خط مجھے سنایا۔ تو اسی وقت بھیرہ جانے کی تیاری کی اور اسی روز شام کے وقت گھر سے روانہ ہوکر دوسرے روز بارہ بجے بھیرہ پہنچا۔ اور مولانا مرحوم سے ملاقات ہوئی۔ اس روز تو میرے ساتھ ملازمت کے متعلق کوئی خاص بات نہ کی پھر دوسرے روز مجھے فرمانے لگے کہ یہاں سے کچھ فاصلے پر موضع للہ واقعہ ہے وہاں ایک صاحبزادہ صاحب ہیں۔ ان کو اپنے مدرسے کے لئے مدرس کی ضرورت ہے۔ میرے خیال میں آپ کو وہاں جاکر کام شروع کرنا بہتر ہوگا اگر وہ جگہ پسند ہوئی تو کام شروع کرے اور مجھے آکر بتادیں۔ اس مشورے پر عمل درآمد کرتا ہوا احقر وہاں سے

روانہ ہو کر شام کو آٹھ بجے للّٰہ پہنچا نماز عشاء کے بعد صاحبزادہ مقبول الرسول صاحب گھر سے تشریف لائے۔ ان کی بیٹھک میں ان سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے میری تعلیم کے متعلق دریافت کیا اور میں نے مناسب جواب دیا۔ بعد میں احقر نے مہمان خانے میں رات گزاری اور صبح کو اٹھ کر مدرسہ دیکھا۔

للّٰہ شہر میں تدریس علوم

احقر کا وہ سوال جو تدریس کے بارے میں خدا سے کیا کرتا تھا وہ خداوند تعالیٰ نے منظور فرمایا۔ اور میں نے للّٰہ کے مدرسہ مقبولیہ میں بیٹھ کر پڑھانا شروع کیا پانچ چھ طالب علم موجود تھے۔ جن میں سے دو جناب صاحبزادہ صاحب کے بیٹے تھے باقی شہر للّٰہ سے آتے تھے صاحبزادہ صاحب کے برخوردار مطلوب الرسول کو نور الایضاح شرح مائۃ عامل اور مفید الطالبین و کبریٰ چار کتابیں بڑی جانفشانی کے ساتھ پڑھانے لگا اور دوسروں کو اور کتابیں فقہ وغیرہ کی شروع کیں۔ بیس پچیس روز کے بعد مولانا ظہور احمد صاحب مرحوم خبر گیری کے لئے للّٰہ شہر تشریف لائے۔ مجھ سے اپنے احوال پوچھے اور صاحبزادہ صاحب سے میرے کام کے متعلق دریافت کیا اور انہوں نے میرے کام کے بارے میں تسلی بخش جواب دیا۔ پھر چونکہ تقرر تنخواہ کا مسئلہ باقی تھا اس کے متعلق پرائیویٹ طور پر صاحبزادہ صاحب سے گفتگو فرمائی اور فی الحال کے لئے مبلغ تیس (۳۰) روپے پر فیصلہ ہوگیا۔ مگر یہاں بھی ارباب مدرسہ کے ساتھ کچھ اختلافات پیدا ہوئے اور شیخ محمد رفیق نے میرے لئے مدرسہ انوریہ لدھیانہ میں تدریس کی کوشش شروع کی۔

مدرسہ انوریہ عربی لدھیانہ میں تدریس

چنانچہ جب شیخ محمد رفیق صاحب نے لدھیانہ آکر میرے لئے کوشش کی تو کامیاب ہونے پر مجھے خط لکھا کہ مدرسہ انوریہ میں تمہارے لئے کوشش کی گئی اس لئے آپ پہنچ کر کام شروع کریں اس خط کے دیکھنے پر بڑا خوش ہوا اور استعفاء لکھ کر جناب صاحبزادہ صاحب کی عدم موجودگی میں ان کے بعض متعلقین کو چھوڑ کر جلدی پہنچنا مناسب سمجھتا ہوا فوراً للّٰہ سے لدھیانہ کی طرف روانہ ہوگیا اور دوسرے روز لدھیانہ پہنچ کر شیخ صاحب اور دیگر اراکین مدرسہ سے ملا، اور بمورخہ بیس ۲۰ محرم الحرام ۱۳۶۴ھ مطابق ۴ جنوری ۱۹۴۵ء مدرسہ انوریہ میں کام شروع کیا۔ تنخواہ فی الحال وہی مبلغ تیس ۳۰ روپے مقرر ہوگئے تھے اور بعد میں ماہ رجب ۱۳۶۴ھ میں مبلغ ۴۰ روپے ہوگئی نور الانوار، شرح جامی ہدایہ اولین، مختصر المعانی، منطق کے رسائل میرے پاس شروع ہوگئے رہائش کے واسطے مدرسہ کے اندر کمرہ ملا، خورد و نوش وغیرہ کا انتظام بھی وہیں کیا گیا۔

دیوبند جانا بعد فراغت بار دوم

لدھیانے میں کچھ دن کام کرنے کے بعد یہ خیال آیا کہ دیوبند یہاں سے نزدیک ہے اس لئے دیوبند جانا چاہیئے اور حضرت مولانا مدنی سے ملاقات کرنی چاہیئے چنانچہ ۹ صفر المظفر ۱۳۶۴ھ کو رات کے ایک بجے بمع بھائی علی محمد صاحب و بابو عبدالغنی صاحب

گاڑی میں سوار ہو کر صبح سات بجے دیوبند پہنچے مولانا کے مکان میں معلوم ہوا کہ حضرت مولانا مدنی صاحب مدظلہ صوبہ بہار کو تشریف لے گئے یہ خبر سن کر بھائی صاحبان دونوں اسی روز واپس لدھیانہ آئے اور احقر نے خیال کیا کہ پانچ چھ روز ٹھہرنا بہتر ہے۔ شاید ان دنوں مولانا سفر سے واپس ہو جائیں اور ملاقات ہو جائے، چنانچہ احقر مولانا نافع صاحب کے پاس ٹھہر گیا۔ دو روز بعد ۲۶ جنوری ۱۹۴۵ء کو حضرت مولانا سفر سے واپس ہوئے اور ملاقات نصیب ہوگئی فالحمد للہ علی ذالک، یہ روز جس میں حضرت تشریف لائے تھے یوم آزادی کے منانے کا تھا اس لئے سب نے کہا کہ یوم آزادی منایا جائے، چنانچہ اپنے مکان سے باہر ایک چبوترہ پر آپ نے سب طلبہ کے ساتھ کھڑے ہو کر جمعیۃ العلماء اور کانگریس کا جھنڈا لہرا کر حسب دستور سابق یوم آزادی منایا۔ اس کے بعد جب اسباق پڑھانے لگے تو احقر ترمذی و بخاری شریف سننے کے لئے دو تین روز وہاں ٹھہرا رہا۔ حضرت مولانا کی خدمت میں اسباق عنایت فرمانے کے لئے درخواست دی تو فرمایا کہ پہلے پاس انفاس کو جاری ہونے دو۔ اس کے بعد سند حدیث طلبہ کی جو عنایت ہوگئی۔ سلاسل طیبہ بھی انہی دنوں میں قاری اصغر علی صاحب نے عطا فرمایا۔ اس طرح پانچ چھ روز بعد دیوبند سے واپس آیا تو طالب علموں کا سہ ماہی امتحان لیا۔

تبلیغی کانفرنس لدھیانہ میں شمولیت

امتحان لے کر طالب علموں کو نتیجہ امتحان سنا دیا گیا اس کے بعد دو ہفتے کی رخصت لے کر گھر چلا گیا۔ کیونکہ جب سے لِلّٰہ کی طرف گیا تھا اس وقت سے اب تک گھر نہیں گیا تھا۔ اس لئے مناسب تھا کہ گھر جا کر اہل و عیال کی خبر گیری کی جائے۔ پندرہ روز گھر گذار کر لدھیانہ واپس ہوا، یہاں پہنچا تو میلہ روشنی میں تبلیغی کانفرنس کی تیاریاں ہو رہی تھیں۔ مولانا محمد یحییٰ صاحب صدر مہتمم مدرسہ انوریہ لدھیانہ کا خیال تھا کہ اس میلہ پر لوگ زیادہ جمع ہوتے ہیں۔ فضول آتے ہیں اور فضول چلے جاتے ہیں، میلے کے مقام پر ہی ان کے لئے تبلیغ احکام کا انتظام کرنا چاہیئے۔ سو چند یوم میں انتظام خیموں اور قنقوں وغیرہ کا مکمل کر دیا۔ دس ربیع الثانی ۱۳۶۴ھ بمطابق ۱۹۴۵ء کو کانفرنس منعقد ہوئی۔ بڑے بڑے علماء کو مدعو کیا گیا تھا۔ چنانچہ ان میں سے مولانا محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند مولانا عبدالحق صاحب مدنی صدر مدرس دارالعلوم مراد آباد۔ مولانا غلام غوث صاحب احراری ہزاروی مولانا خیر محمد صاحب و محمد علی صاحب جالندھری۔ مولانا بہار الحق صاحب قاسمی امرتسری، مولانا محمد حیات صاحب فاتح قادیان جو شب و روز مرزائیت کی بیخ کنی میں مصروف رہتے ہیں۔ یہ حضرات خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ مولوی یحییٰ صاحب نے مجھے مجبور کیا کہ سب سے پہلے تم تقریر کرو۔ میں نے بہت کہا کہ میں اس وقت تقریر کے لئے تیار نہیں۔ مگر میری ایک بھی نہیں سنی گئی۔ آخر کار مجھے کھڑا ہونا پڑا۔ تقریر تو اس سے پہلے میں نے بھیرہ میں بھی کی تھی۔ لیکن مجھے معلوم تھا کہ پنجاب کے لوگ خصوصاً اور دیگر ممالک کے لوگ عموماً بیان مسائل پر اکتفاء نہیں کیا کرتے جب

تک خوش الحانی کے ساتھ ان کو مزے دار اشعار وغیرہ نہ سنائے جائیں۔ اس لئے یہ خوف دل میں موجود تھا کہ میری تقریر لوگ نہیں سنیں گے بلکہ اُٹھ کر چلنے لگیں گے۔ مگر خدا کی شان دیکھے کہ میں نے اپنی سادہ تقریر شروع کی عبادت کی حقیقت اور انواع پر روشنی ڈالنے لگا لوگ میری تقریر بشوق سے سن رہے تھے۔ مجمع پر خاموشی طاری تھی میری تقریر ختم ہوئی تو مولوی محمد حیات صاحب سٹیج پر بلائے گئے اور انہوں نے حاضرین کے سامنے قادیانیت کی خباثتیں اور مرزائیت کی شرارتیں خوب کھول کر بیان کیں اور عوام کے سامنے کفر مرزا کو روز روشن کی طرح واضح کر دیا

یہاں تک صاحب تذکرہ کے احوال ان کی خودنوشت غیر مطبوعہ کتاب احوال فقیر سے لئے گئے۔ اور ان کی یہ خودنوشت ۱۹۴۸ء تک کے احوال پر محیط ہے۔

انتخابات کی تیاری

اس کے بعد آپ لدھیانہ سے اپنے وطن تشریف لائے۔ اور حضرت شیخ الاسلام والمسلمین مولانا سید حسین احمد مدنی کے حسب ارشاد انتخابات کی تیاری میں مصروف رہے۔ اور جمعیۃ العلماء ہند اور کانگریس کے امیدواروں کے حق میں بھرپور انتخابی مہم چلائی۔

علاقائی مدارس میں تدریس

انتخابات سے فراغت کے بعد ۱۹۴۶ء میں سرکاری مدارس میں تدریس شروع کی۔ پہلے چارسدہ میں اور اس کے بعد ضلع صوابی پھر تھانہ مالاکنڈ ایجنسی اس کے بعد اکوڑہ خٹک تشریف لائے۔ ان تمام مواضعات کے مدارس میں آپ عربی پڑھاتے رہے۔ اس کے بعد جمرود خیبر ایجنسی یہاں سے نوشہرہ اور ۱۹۶۵ء میں آپ اپنے گاؤں کے مدرسہ کو منتقل ہوئے۔ یہاں پر آپ سرکاری مدرسہ میں تدریس کے ساتھ ساتھ طلباء کو فقہ وادب اور دیگر کتابوں کے درس دیتے رہے۔

وفات

کافی عرصہ سے آپ کو مختلف بیماریوں کی شکایت رہی۔ بالآخر ۳/شعبان ۱۳۹۸ھ مطابق ۸ جولائی ۱۹۷۸ء بروز اتوار بوقت ۹ بجے صبح آپ نے جان جان آفرین کے سپرد کر دی۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اولاد

آپ کی نرینہ اولاد میں دو لڑکے ہیں۔ بڑے لڑکے کا نام امداد اللہ ہے جو کہ آجکل سکول میں مدرس ہیں۔ اور دوسرے کا نام محمد سعد اللہ ایم۔ اے اسلامیات۔

تصنیفات و تالیف

مولانا موصوف ایک کثیر التصانیف والتالیفات بزرگ تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تصنیف و تالیف کے ساتھ ساتھ مطالعہ و کتب بینی کا اعلیٰ اور ستھرہ ذوق عطا فرمایا تھا۔ اس لئے وسائل کے محدود ہونے کے باوجود آپ نے ہمت نہیں ہاری۔ اور گوناگوں مصائب و آلام اور فقر و مسکنت کے باوصف حتی المقدور تصنیف و تالیف میں مشغول و مصروف رہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کی تالیف کردہ چند کتابیں منصہ شہود پر آگئی ہیں۔ اور درجن سے زیادہ کتابیں غیر مطبوعہ شکل میں ان کے لڑکوں کے پاس محفوظ ہیں۔ ذیل میں ہم ان تالیفات و تصنیفات مطبوعہ و غیر مطبوعہ کی فہرست دے رہے ہیں۔

المرآۃ لکشف معانی المقامات (اُردو مطبوعہ)

من افاضات شیخ الادب مولانا محمد اعزاز علی اجر
من تالیفات ۔ ابوالامداد میاں حکمت شاہ کاکاخیل فاضل دیوبند۔

ناشر: انوارالاشاعت پشاور ۔ صفحات ۲۹۶

سرورق پر کتاب کا تعارف مندرجہ بالا الفاظ کے ساتھ کیا گیا ہے

اس کتاب کا اجمالی تعارف تو مضمون میں پہلے گزر چکا ہے ۔ البتہ مؤلف نے سبب تالیف کے عنوان سے جو کچھ لکھا ہے اس کا خلاصہ پیش خدمت ہے ۔ "حضرت شیخ الادب مولانا محمد اعزاز علی صاحب رحمہ اللہ تمام علوم اور خصوصاً عربی علم ادب میں جو اعلیٰ مقام رکھتے تھے ۔ اس سے کسی فرد بشر کو انکار نہیں ہو سکتا ۔ دارالعلوم دیوبند میں احقر کی طالب علمی کے زمانہ میں ایک سال حسن اتفاق سے آپ مقامات حریری پڑھانے لگے ۔ جس میں بے شمار طلبہ شریک ہو گئے ۔ ان میں میرے مہربان دوست مولوی خلیل الرحمان ہزاروی اور مولوی خادم محمد صاحب زیارتی بھی شریک تھے ۔ جو حضرت کی تقریر بڑی دلچسپی سے لکھتے تھے ۔ سال کے اخیر میں جب اس کتاب کی پڑھائی ختم ہوئی ۔ تو ہر دو صاحبان نے میری گذارش پر اپنی تمام لکھی ہوئی کاپیاں میرے حوالے کیں ۔ میں نے کمال احتیاط کے ساتھ ان کاپیوں سے حضرت کے ملفوظات ایک قلمی کتاب کی صورت میں جمع کیے ۔ اور سالہا سال تک یہ بیش بہا خزانہ میرے پاس یونہی پڑا رہا ۔ کہ اب سے تین سال قبل دارالعلوم حقانیہ کے مہتمم مولانا عبدالحق صاحب دامت برکاتہم اور کئی دوسرے احباب نے مجھے بار بار توجہ دلائی ۔ کہ حضرت کے ملفوظات کا یہ انمول ذخیرہ چھپوا کر ان کا فیض عام کیا جاتے ۔ ان احبائے کرام کے حکم کی تعمیل کے طور پر تین سال کا کافی عرصہ اس پر صرف کیا گیا ۔ کہ شیخ الادب کے بہ زرین ملفوظات باقاعدہ ایک شرح مقامات کی شکل میں پیش کیے جائیں ۔ چنانچہ بحمد اللہ اس مقصد میں کامیابی حاصل ہوئی ۔ اور اس مقصد کی تمام مشکل عبارات کنایات، ارشادات اور قصہ طلب مضامین مشرح کیے گئے ۔ کوئی ابہام یا اجمال تشریح کیے بغیر نہیں رہا ۔ جن الفاظ کی تشریح حضرت شیخ الادب سے احقر کو نہ پہنچ سکی ۔ ان کیلئے بسا اوقات، حضرت شیخ التفسیر مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلوی مدظلہ کے حواشی سے مدد لی گئی ۔ اور بعض اوقات حضرت مفتی محمد شفیع کے ان افاضات سے فائدہ اُٹھایا ۔ جو احقر نے مقامات پڑھتے وقت ان سے قلمبند کیے تھے ۔ اس لئے یہ شرح دوسرے تمام شروح سے اعلیٰ ترین رہے گی ۔ اس لئے کہ یہ شرح حضرت شیخ الادب اس تقریر کا آئینہ دار ہے جس میں آپ نے علم ادب کے تمام حقائق و دقائق مفصل طور پر بیان فرمائے ہیں ۔ مقامات میں جابجا جس قدر صنائع و بدائع حریری نے ذکر کیے ہیں ۔ حضرت نے ہر ایک پر مفصل بحث فرمائی ہے ۔ الخ

المہمات شرح المعلقات، پشتو مطبوعہ

تالیف: ابوالامداد میاں حکمت شاہ کاکاخیل ۔

ناشر: مذہبی کتب خانہ پشاور
سن طباعت: ۱۹۷۶ء ۔ صفحات ۲۳۸ ۔

یہ کتاب عربی ادب کی مشہور و متداول کتاب سبع المعلقات کی آسان عام فہم اور پشتو زبان میں دلنشین شرح ہے۔ مؤلف نے انتہائی عرق ریزی اور محنت شاقہ کے ساتھ یہ شرح مرتب کی ہے اور اس عظیم الشان علمی اور ادبی خدمت پر آپ بجا طور پر داد و تحسین کے مستحق ہیں۔

فرحۃ الوطن شرح نفحۃ الیمن ، پشتو مطبوعہ

تالیف: ابوالامداد میاں حکمت شاہ کاکاخیل
ناشر: مذہبی کتب خانہ پشاور۔

سن طباعت: ۱۹۷۶ء صفحات ۲۸۳

عربی ادب کی کتاب نفحۃ الیمن جو کبھی درس نظامی میں پڑھائی جاتی تھی اس کتاب میں اس کی پشتو زبان میں تشریح کی گئی ہے۔ اس کتاب کے سبب تالیف میں مؤلف علامہ رقمطراز ہیں۔ کہ علم ادب علم تفسیر و حدیث اور فقہ کے بعد اشرف اور اہم علم ہے۔ لیکن ہمارے صوبہ سرحد کے طلبہ اس علم کو بس توجہ نہیں دیتے۔ اس لئے میں ایک مدت سے اس کوشش میں ہوں۔ کہ اپنے وطن کے طلبہ کے لئے علم ادب کو آسان اور عام فہم انداز میں پیش کروں۔ اسی غرض سے میں نے پہلے سبع المعلقات کی شرح پشتو زبان میں لکھی۔ اور اب نفحۃ الیمن کی تشریح پیش خدمت ہے

معارف الحقائق عربی مطبوعہ صفحات ۲۵۴

تالیف: ابوالامداد میاں حکمت شاہ کاکاخیل فاضل دیوبند
ناشر: مذہبی کتب خانہ پشاور۔

یہ کتاب گویا ایک علمی اور ادبی کشکول ہے۔ جو کہ مؤلف نے بہت ہی سلیقہ سے دوران مطالعہ بعض نادر و نایاب کتب سے ترتیب دیا ہے۔ اس کتاب کے بارے میں آپ لکھتے ہیں "کہ جب راقم اپنے گاؤں کے مدرسہ میں تدریس پر مامور ہوا۔ تو گویا یہ موقع میرے لئے غنیمت تھا۔ میں نے حضرت مولانا عبدالحق صاحب نافع کے عظیم الشان کتب خانہ سے استفادہ کیا۔ اور اسی طرح ان کے دونوں فاضل صاحبزادوں مولانا محمد عبداللہ صاحب کاکاخیل اور جناب مولانا محمد یوسف کاکاخیل نے راقم کو کچھ کتابیں عاریۃ" دیدیں۔ اس علمی خزانہ سے راقم نے انتخاب کر کے صاحبانِ ذوق اور طلبہ کی علمی استعداد کو بڑھانے کے لئے ایک مجموعہ تیار کیا۔"

تفریح الاذہان فی تشریح الدیوان غیر مطبوعہ پشتو

۲۲۸ صفحات (فل سکیپ) پر مشتمل یہ ضخیم غیر مطبوعہ کتاب عربی ادب اور درس نظامی کی مشہور و متداول کتاب دیوان متنبی کی شرح ہے۔

فوائد الثقات فی مطالب المشکوٰۃ غیر مطبوعہ | یہ کتاب ۴،۲ صفحات پر محیط ہے اور اس میں مشکوٰۃ شریف کے مشکل مقامات اور ادق مسائل کی تشریح کی گئی ہے۔ اس کا ذکر پہلے گذر چکا ہے۔

تقریر مقامات حریری از افاضات شیخ الادب مسمّٰی بحکمۃ الادب غیر مطبوعہ | یہ حضرت شیخ الادب مولانا محمد اعزاز علی صاحبؒ کے افادات کا مجموعہ ہے۔

علاوہ ازیں آپ کی یہ کتابیں غیر مطبوعہ شکل میں موجود ہیں۔

۱۔ فوائد الاعلام فی المسائل والاحکام (عربی)

۲۔ لباب الفتوح (۲ حصّے) انتخاب فتوح الیلان۔

۳۔ ذخیرۃ النفائس مختلف رسائل اور کتب سے عمدہ مضامین کا انتخاب۔

۴۔ عہد نامہ (فارسی) مختلف مسائل کا مجموعہ۔

۵۔ تاریخ زیارت کاکا صاحب صفحات ۱۳۱

۶۔ احوال الفقیر و ذکر المشاہیر۔

۷۔ قواعد عربی جدید۔ سکول کے طلبہ کے لئے صفحات ۱۸۲۔

۸۔ بیاض الحکمۃ۔ (عربی) صفحات ۷۰۰۔ روزمرہ کی خاص خاص خبریں طلبہ کے لئے۔

۹۔ فوائد الحکمۃ (طب) صفحات ۶۲۰۔

۱۰۔ خزانۂ طاقت (ادویہ و نسخہ جات)

۱۱۔ گلدستۂ حکمت طب اردو میں صفحات ۲۳۲

۱۲۔ الخاصیات (ادویات کے خواص)

۱۳۔ ذخیرۂ نافع طب صفحات ۱۶۰

۱۴۔ کنز الادویہ۔ جلد اوّل و دوم۔ دونوں جلدوں کے چار چار سو صفحات ہیں تحریر ۱۹۴۹ء

۱۵۔ تحفۂ بے نظیر۔ ادویات و علاج معالجہ۔ صفحات ۳۰۰ تحریر ۱۹۵۱ء

۱۶۔ حقیقت پاکستان۔ صفحات ۳۰ تحریر ۱۹۴۵ء

۱۷۔ آزادیٔ وطن (تحصیل نوشہرہ کا پہلا دورہ یا گشت، صفحات ۳۰۔ تحریر ۱۹۴۵ء